تلخیص و ترجمہ

مسلمانوں کا نظامِ مالیات

تاریخی نقطۂ نظر سے

(۳)

عہدِ عباسیہ | زراعت کی ترقی کو عباسیوں (۱۳۲ھ / ۷۵۰ء تا ۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء) نے نصب العین قرار دیا تھا۔ اس کی وجہ سے ریاست کی مالیات پر نہایت اچھا اثر پڑا تھا، ۱۳۶ھ ...... تک لگان پیمائشی کے طریقہ سے وصول کیا جاتا رہا، منصور (۱۳۶ھ / ۷۵۴ء تا ۱۵۸ھ / ۷۷۵ء) نے اس میں اتنی ترمیم کی کہ گندم اور جو کی پیداوار کیلئے بٹوارہ کا طریقہ نافذ کر دیا۔ میوہ کے باغات کے لئے پیمائش کا قدیم دستور جاری رہا، مہدی (۱۵۸ھ / ۷۷۵ء تا ۱۶۹ھ / ۷۸۵ء) نے جب افسروں کی بدعنوانیوں کا ہدف باغات کو دیکھا تو بٹوارہ کے طریقہ کو ہمہ گیر کر دیا۔ زمین اگر بے حد زرخیز ہوتی اور آبپاشی کی دقتوں کا سامنا زیادہ کرنا پڑتا تو پیداوار کا $\frac{1}{2}$ حصہ ریاست کا حق ہوتا تھا ورنہ $\frac{1}{3}$ - $\frac{1}{4}$ یا $\frac{1}{5}$ حصہ، زمین کی نوعیت کے لحاظ سے ادا کرنا پڑتا تھا!

باغات کے پھلوں کی قیمت کا تخمینہ لگایا جاتا تھا اور $\frac{1}{2}$ یا $\frac{1}{4}$ ریاست کو دینا پڑتا تھا،

۲۰۴ھ / ۸۱۹ء ۔ ۸۲۰ء میں مامون (۱۹۸ھ / ۸۱۳ء تا ۲۱۸ھ / ۸۳۳ء) نے زرخیز زمین کے $\frac{1}{2}$ حصہ لگان میں تخفیف کرکے $\frac{2}{5}$ کر دیا تھا، بابل، کلدان، عراق، الجزیرہ اور فارس کی سرزمینوں سے صلحنامہ کے مطابق ٹیکس وصول کیا جاتا تھا، اس کی وجہ سے وہ افسروں کی بے اعتدالیوں سے مامون

تھے شمالی فارس اور خراسان کے باشندے بھی "مصالحانہ ٹیکس" ادا کرتے تھے! خشک سالی اور دوسری آفات کے وقت لگان میں تخفیف کر دی جاتی تھی! معتضد (۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ / ۸۹۲ء تا ۹۰۲ء) کے زمانہ میں جب الم انگیز قحط پڑا تھا تو لگان کا ۱/۴ حصہ معاف کر دیا گیا تھا اور ادا کرنے کے لیے ۱۵ مارچ سے ۱۷ جنوری تک مہلت دی گئی تھی، پھر اس میعاد کو ۲۱ جولائی تک بڑھا دیا گیا تھا!

عباسیہ کے دور عروج (۱۳۲ھ تا ۲۳۲ھ / ۷۵۰ء تا ۸۴۷ء) میں زراعت کی ترقی کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہارون (۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ / ۷۸۶ء تا ۸۰۹ء) کے زمانہ میں ریاست کی سالانہ آمدنی ۲،۷۲ ملین[ع] درہم اور ۴ ۱/۲ ملین دینار تھی، اور مامون (۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ / ۸۱۳ء تا ۸۳۳ء) کا (۶ ہزار دینار یومیہ یا (۱۹۰ / ۲) دینار سالانہ خرچ[ع] تھا!

عباسیوں نے خراج کے نظم و نسق میں بلند پایہ سیاست دانی کا ثبوت دیا تھا، ہارون کے عہد میں امام ابو یوسفؒ نے "خراج" کا ایک شرعی لائحۂ عمل بنایا تھا جو سرکاری قانون قرار دیا گیا تھا، اس میں تنظیم خراج، آمد و صرف اور مالیات کے دوسرے اہم عناصر کو اسلامی نقطۂ نظر سے بیان کیا گیا تھا، دستور کا اجمالی خاکہ یہ تھا۔

۱۔ بیت المال کے وسائل آمدنی، یہ تین شعبوں میں تقسیم تھے۔

(۱) مال غنیمت کا ۱/۵ حصہ

(۲) خراج، اس باب میں عشر، اور جزیہ کا بیان بھی داخل تھا

(۳) صدقات

۲ ــــ خراج وصول کرنے کا طریقۂ کار،

ع ۱۔ ملین = ۱۰ لاکھ، ۱۔ درہم = ۴/، ۱۔ دینار = ۶/

ع Sayed Ameer Ali, A Shoret History of The Saracens, P-426 Seq

۳ــــ بیت المال کے ضروری مصارف

عباسیوں نے امام ابو یوسفؒ کے اس آئین مالیات کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور اس پر عمل کرنے کی حتی الامکان کوشش کی!

بنی امیہ کے عہد حکومت میں لگان نوروز (ربیا کھ کی پہلی تاریخ) سے ایک ماہ قبل وصول کیا جاتا تھا، اس وقت تک فصل تیار نہ ہوتی تھی، اس لئے کاشتکاروں کو ادائیگی میں بڑی پریشانی ہوتی تھی۔ ان کا ایک وفد بھی ہشام بن عبدالملک (۱۰۵ھ - ۱۲۵ھ = ۷۲۴ء - ۷۴۳ء) کے پاس آیا تھا، اور درخواست کی تھی کہ اس کی میعاد ایک ماہ بڑھا کر نوروز کر دی جائے، مگر ہشام نے انکار کر دیا تھا، عباسیہ کے زمانہ میں اس کی میعاد نوروز مقرر تھی، ہارون کے دور میں ارباب زراعت یحییٰ بن خالد برمکی، وزیر اعظم کے پاس یہ التجا لیکر آئے تھے کہ لگان کی میعاد میں دو ماہ کا اور اضافہ کر دیا جائے، یحییٰ نے اس اندیشہ سے رد کر دیا تھا کہ اسے مجوسیت کا تعصب خیال کیا جائے گا![۵۱]

متوکل (۲۳۲ھ - ۲۴۷ھ = ۸۴۷ء - ۸۶۱ء) کے عہد میں یہ قضیہ دوبارہ پیش ہوا تو اس نے میعاد میں دو ماہ کا اضافہ کر دیا لیکن منتصر (۲۴۷ھ - ۲۴۸ھ = ۸۶۱ء - ۸۶۲ء) نے اپنے زمانہ میں ہی میعاد مقرر کر دی تھی، جو متوکل سے قبل تھی، معتضد (۲۴۸ھ - ۲۵۲ھ = ۸۶۲ء - ۸۶۶ء) نے اتنا تصرف کیا تھا کہ متوکل کے زمانہ کی میعاد کو سولہ روز پہلے کر دیا تھا

ہارون کے زمانہ میں لگان کی نقد آمدنی تقریباً ۴۲ ملین دینار سالانہ تھی، اس میں خام اشیاء اور دوسری "فتوحات" داخل نہیں ہیں جن کی قیمت کم وبیش ۵ لاکھ درہم اور ۱۰ لاکھ دینار ہوتی تھی![۵۲]

---

۵۱ البیرونی کتاب الآثار الباقیہ ترجمہ Edward Sachau - p-37

۵۲ دیکھئے صبح الاعشیٰ ج ۳ ص ۲۷۰، مقدمہ ابن خلدون ص ۲۴۴، حضارۃ الاسلام فی دار السلام ص ۱۸۸ اور کتاب الخراج (ابن قدامہؒ)

عباسیہ کے زوال کے ساتھ ساتھ ریاست کی آمدنی میں بھی انحطاط ہوتا رہا، اور چوتھی صدی ہجری دوسویں صدی عیسوی، میں اس کی آمدنی ہارون کے عہد سے $\frac{1}{12}$ سے بھی کم رہ گئی تھی، آئے دن کے جنگی اخراجات مالیات پر ایک بار گراں تھے، ریاست کے مضمحل اعضاء رکوان کی وجہ سے اور بھی سکون نہ تھا[1]

ابن خلدونؒ (۸۰۸ھ = ۱۴۰۵ء، ۱۴۰۶ء) نے عہد مامون کے سرکاری کاغذات سے ٹیکس کی آمدنی کا ایک نقشہ مرتب کیا تھا، اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے، اس سے عہد مامونی کے شعبۂ مالیات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

نمبر شمار	اقلیم	زر نقد	خام پیداوار اور دوسری اشیاء
۱	ارض سواد	۲۷،۸۰۰،۰۰۰ درہم	نجرانی پارچے ۲۰۰
۲	حلوان	۴،۸۰۰،۰۰۰ "	مہر لگانے کی مٹی ۲۴۰ رطل[2]
۳	کسکر	۱۱،۶۰۰،۰۰۰ "	
۴	دجلہ کا علاقہ	۲۰،۸۰۰،۰۰۰ "	
۵	اہواز	۲۵،۰۰۰،۰۰۰ "	شکر ۳۰،۰۰۰ رطل
۶	فارس	۲۷،۰۰۰،۰۰۰ "	عرق گلاب کی بوتلیں ۳۰،۰۰۰ عدد روغن زیت سیاہ ۲۰،۰۰۰ رطل
۷	کرمان	۴،۲۰۰،۰۰۰ "	یمنی کپڑے کے تھان ۵۰۰، کھجور ۲۰،۰۰۰ رطل

[1] Cambridge Medieval History, Vol. IV-p.151

[2] قریباً آدھ سیر

نمبر شمار	اقلیم	زر نقد	خام پیداوار اور دوسری اشیاء
۸	مکران	۴۰۰ر۰۰۰ درہم	
۹	سندھ کا علاقہ	۱۱ر۵۰۰ر۰۰۰ "	عود ہندی ۱۵۰ رطل
۱۰	سجستان	۴ر۰۰۰ر۰۰۰ "	خاص وضع کے تھان ۳۰۰ فانیہ ۲۰ رطل
۱۱	خراسان	۲۸ر۰۰۰ر۰۰۰ "	۲ر۰۰۰ نقرہ ۴۰۰۰ عدد ترکی گھوڑے ۱ر۰۰۰ غلام، ۲۰ر۰۰۰ کپڑے کے تھان ۳۰۰ رطل ہلیلہ
۱۲	جرجان	۱۲ر۰۰۰ر۰۰۰ "	ریشم ۱ر۰۰۰ شقہ
۱۳	قومس	۱ر۵۰۰ر۰۰۰ "	۱ر۰۰۰ نقرہ
۱۴	طبرستان رتیان اور دماوند	۶ر۳۰۰ر۰۰۰ "	طبرستانی فرش ۶۰۰، چادریں ۲۰۰ کتان ۵۰۰ رومال ۳۰۰ جام (پیالے) ۳۰۰
۱۵	رَیّ	۱۲ر۰۰۰ر۰۰۰ "	۲۰ر۰۰۰ رطل شہد
۱۶	ہمدان	۱۱ر۳۰۰ر۰۰۰ "	رب الرمانین ۱ر۰۰۰ رطل شہد ۱۲ر۰۰۰ رطل
۱۷	بصرہ اور کوفہ کا وسطی علاقہ	۱۰ر۷۰۰ر۰۰۰ "	
۱۸	ماسبذان اور دینور	۴ر۰۰۰ر۰۰۰ "	

۱۹	شہرزور	۶،۷۰۰،۰۰۰ درہم	
۲۰	موصل	۲۴،۰۰۰،۰۰۰ "	شہد ۲۰،۰۰۰ رطل
۲۱	آذربائیجان	۴،۰۰۰،۰۰۰ "	
۲۲	الجزیرہ اور فرات کے اضلاع	۳۴،۰۰۰،۰۰۰ "	غلام ۱،۰۰۰ شہد ۱۲،۰۰۰ مشکیزے، چادریں ۲۰ باز دس
۲۳	ارمینیہ	۱۳،۰۰۰،۰۰۰ "	فرش خاص قسم کے، ۲۰، زقم (ایک پھل)، ۵۳۰ رطل، سوکاہی ۱۰،۰۰۰ رطل صونج ... زارطل، خچر ۲۰۰ بچھیرے ۳۰
۲۴	برقہ	۱،۰۰۰،۰۰۰ "	
۲۵	افریقیہ	۱۳،۰۰۰،۰۰۰ "	فرش ۱۲۰
۲۶	قنسرین	۴۰۰،۰۰۰ "	روغن زیتون ۱،۰۰۰ رطل
۲۷	دمشق	۴۲۰،۰۰۰ "	
۲۸	اردن	۹۷،۰۰۰ "	
۲۹	فلسطین	۳۱۰،۰۰۰ "	روغن زیتون ۳۰۰،۰۰۰ رطل
۳۰	مصر	۲،۹۲۰،۰۰۰ "	
۳۱	یمن	۳۷۰،۰۰۰ "	یمنی اشیاء آتی تھیں، مگر تفصیل ان کی نہیں ملی
۳۲	حجاز	۳۰۰،۰۰۰ "	
	میزان کل	۳۹۰،۸۵۵،۰۰۰ "	

مامون کے بعد یہ آمدنی گھٹنا شروع ہوئی! اور معتصم (۲۱۸ھ - ۲۲۷ھ = ۸۳۳ء - ۸۴۲ء) کے زمانہ میں ۳۵۰، ۲۹۱، ۳۸۸ درہم، اور تیسری صدی ہجری کے وسط میں ۳۴۰، ۲۶۵، ۲۹۹ درہم سے بھی کم رہ گئی تھی!

بیت المال کے مصارف

فرماں روا بیت المال کی آمدنی کو ریاست اور فلاح عامہ کی ضرورتوں پر حسب مصلحت صرف کرتا تھا، اہم مصارف یہ تھے۔

۱ــــ گورنروں، قاضیوں، کلکٹروں، بیت المال کے افسر اور ریاست کے دوسرے عہدہ داروں کی تنخواہیں!

۲ــــ فوج کی تنخواہیں، یہ تنخواہیں ان اوقات کی ہوتی تھیں، جن میں وہ فوجی خدمات انجام دیتے تھے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یہ اوقات غیر محدود تھے، اور فوجیوں کی تنخواہیں بھی غیر معین تھیں، ان میں مال غنیمت کا ⅘ حصہ اور خراج کی آمدنی مساویانہ طور سے تقسیم کردیجاتی تھی،

حضرت ابوبکرؓ (۱۱ھ - ۱۳ھ = ۶۳۲ء - ۶۳۴ء) نے بھی اپنے دور خلافت میں آنحضرت صلعم کی مساویانہ تقسیم کو لائحہ عمل بنایا تھا، حضرت عمرؓ (۱۳ھ - ۲۳ھ = ۶۳۴ء - ۶۴۴ء) نے اس تقسیم میں اسلام کی سبقت، مرتبہ اور اسلامی خدمات کا لحاظ کرکے تفریق کی تھی، یہ تفریق حسب ذیل تھی۔

امہات المومنین اور حضرت عباس کو انفرادی طور سے ۱۰۰۰۰ درہم سالانہ، صرف حضرت عائشہؓ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کو ۱۲۰۰۰ درہم دیئے جاتے تھے، امتیازی سبب، آنحضرتؐ کے دل میں ان کی قدر و منزلت اور ان کے والد حضرت ابوبکرؓ کی اسلامی خدمات اور ان کا اعزازؓ تھا۔ اصحاب بدر

۱؎ تدبیر الاحکام فی تدبیر اہل الاسلام لبدر الدین بن جماعۃ المنشور بالعدد الرابع من المجلۃ (۱۳۵۳ھ = ۱۹۳۴ء) ص ۳۴۸

نیز دیکھئے Islamica Von Kremer Culturgeschichte des Orients, trans. by S. Khuda Bukhsh, p.57

حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ کو ۵۰۰۰ درہم اصحاب بدر کے ہم پایہ مسلمانوں کو ۴۰۰۰ درہم، عبداللہ بن عمرؓ انصار و مہاجرین کے بعض دوسرے صاحبزادوں کو ۳۰۰۰ درہم، عام صاحبزادوں کو ۲۰۰۰ درہم، عام مسلمانوں کو حسب مراتب ۳۰۰۔ ۴۰۰ درہم کے درمیان، انصار و مہاجرین کی عورتوں کے حسب مرتبہ ۳۰۰۔ ۳۰۰۰۔ ۴۰۰۰۔ اور ۶۰۰ درہم کے درمیان مقرر تھے، یہ وظائف سالانہ تھے اور انفرادی حیثیت سے دیئے جاتے تھے!

فوج کے افسروں کی تنخواہیں ۷۰۰۰۔ ۸۰۰۰۔ اور ۹۰۰۰ درہم سالانہ، ان کی خدمات اور فوجی صلاحیت کے لحاظ سے مقرر تھی، ان کی بیویوں اور اولاد کے وظائف ان میں داخل نہ تھے، ہر افسر کو ڈیڑھ بیگھہ گندم کی پیداوار بھی دیجاتی تھی!

خلافت راشدہ میں فوجوں کی تنخواہوں کا یہی معمول رہا، امیر معاویہؓ (۴۱ھ۔ ۶۰ھ ۶۶۱ء ۶۸۰ء) نے سیاسی مصلحت کے زیر اثر فوج کی تعداد کے ساتھ ساتھ سپاہیوں کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کردیا ان کی فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اور ۶۰ ملین درہم سالانہ اس پر صرف ہوتا تھا، خلافت بنی امیہ کی بنیادیں جب ذرا مستحکم ہوگئی تھیں تو اس مصرف میں ½ تخفیف کردی گئی تھی!

۳ــــ زراعت وغیرہ میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے نہریں کھدوانا، یہ بھی بیت المال کے ذمہ تھا دجلہ و فرات سے بڑی بڑی نہریں کاٹ کر ریاست کے دور دراز حصوں میں آب رسانی کی سہولتیں مہیا کی جاتی تھیں۔

۴ــــ قیدیوں کے خورد و نوش، لباس اور تجہیز و تکفین کے مصارف!

۵ ــــ اسلحہ جنگ اور دوسرے جنگی ساز و سامان کے اخراجات،

۶ ــــ ارباب علم و فضل اور علماء کے وظائف

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں باقاعدہ وظیفہ یاب افراد کے نام حکومت کے دفتر میں درج تھے،

اس وقت ان افراد کی تعداد محدود تھی اس لئے عرب ، غیر عرب کی تخصیص نہ تھی اور ان وظائف کا دائرہ عمل عجم کے ان نمبرداروں تک وسیع تھا جو ضرورت کے وقت عربوں کی جنگوں میں امداد کیا کرتے تھے حضرت علیؓ (۳۵ھ - ۴۰ھ / ۶۵۶ء - ۶۶۱ء) کے زمانہ تک یہی طریق عمل رہا![1]

بنی امیہ نے سیاسی عداوت کی وجہ سے علویوں کے وظائف بند کردیئے تھے یا ان میں تخفیف کردی تھی ، اور اپنے خاندان کے گراں قدر وظائف مقرر کردیئے تھے ، ریاست کی آمدنی کا بڑا حصہ ان خاندانی وظائف کی بھینٹ چڑھ جاتا تھا ، بنی امیہ کی یہ دور اندیشانہ پالیسی تھی ، مقصد اس سیاسی بحران کا مقابلہ کرنا تھا جو علویوں اور ان کے حامیوں کے وظائف بند کرنے سے پیدا ہوا تھا!

عربوں کو اپنی انفرادیت کا ہمیشہ خیال رہتا تھا ، انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ مفتوحہ ممالک کی جاگیریں عجمی مسلمانوں کو مساویانہ طور سے تقسیم کی جائیں ، خطرہ یہ تھا کہ ان کی اکثریت عربوں کی اقلیت پر مستقبل میں معاشی ، سیاسی اور تمدنی لحاظ سے کہیں حاوی نہ ہوجائے!

مغرب کے ارباب سیاست نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اصلاحات پر تفصیل سے بحث کی ہے ، ان اصلاحات میں آپ نے عجم اور عرب کے مسلمانوں کے معاشی ، سیاسی اور تمدنی حقوق مساوی قرار دیئے تھے ، عربوں کی طرح عجمی مسلمانوں کے وظائف بھی مقرر کردیئے گئے تھے ، اس جزیہ کو معاف کردیا گیا تھا جسے بنی امیہ کے فرمانرواؤں نے عجمیوں کے مسلمان ہوجانے کے باوجود معاف کرنا مناسب نہ سمجھا تھا ،

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ان اصلاحات کا مالیات پر یہ اثر پڑا کہ وظائف کی زیادتی اور جزیہ کی آمدنی کے بند ہوجانے کی وجہ سے عراق کے بیت المال میں خاک اڑنے لگی ، ان کی وفات کے بعد ہشام بن عبدالملک (۱۰۵ھ - ۱۲۵ھ / ۷۲۴ء - ۷۴۳ء) نے مالیات کے شعبہ کی آمدنی کو اعتدال پر لانے

[1] تفصیل دیکھئے الاحکام السلطانیہ ص ۱۹۴ - ۱۹۶ فتوح البلدان ص ۴۶۱ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۱۳

کے لئے جو جابرانہ پالیسی اختیار کی اس کی وجہ سے شورشیں اٹھیں اور ان ہنگاموں نے بنی امیہ کے مستقبل پر بہت برا اثر ڈالا!

فان فلوتن (Von Floten) ان اصلاحات میں ان الفاظ میں ریویو کرتا ہے "بنی امیہ کے زوال کا سب سے اہم سبب یہ تھا کہ عرب اور غیر عرب عناصر میں تفریق کی گئی تھی۔ عجمی عنصر سیاسی، تمدنی اور معاشی حقوق میں عرب عنصر کا ہم پلہ قرار نہ دیا گیا تھا۔ یہ اسلامی آئین مساوات کے خلاف تھا۔ بنی امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سب سے پہلے داخلی اصلاحات کی طرف عملی قدم اٹھایا، آپ نے عرب و عجم کے مسلمانوں کے تمام حقوق مساوی قرار دیئے، عربوں کی طرح عجمیوں کے وظائف مقرر کر دیئے، عجمی مسلمانوں کا قانونِ شریعت کے مطابق جزیہ معاف کر دیا، اندرونی اصلاحات میں انہماک کی وجہ سے جدید فتوحات کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور فوجیں بھی بیت المال پر ایک بار بن گئیں، ان باتوں کا مالیات کے شعبہ پر بہت برا اثر پڑا اور آمد و صرف میں توازن قائم نہ رہا، نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی سے خرچہ بڑھ گیا اور حکومت مالی دقتوں میں مبتلا ہو گئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے زمینوں کو سپاہیوں کی ملکیت سے خارج کر دیا تھا حالانکہ وقت کا تقاضا یہ تھا کہ مزید زمینیں انہیں دیجاتیں تاکہ وہ غلہ وغیرہ کی پیداوار سے اپنی معاشی ضرورتیں پوری کرتے اور لگان کے ذریعہ حکومت کی آمدنی میں اضافہ کرتے۔ اس طرح سے مالیات کا بوجھ بڑی حد تک ہلکا ہو سکتا تھا۔ یہ وقت جدید وظائف مقرر کرنے کا نہ تھا، بلکہ ضرورت اس کی تھی کہ عربوں کے وظائف بھی بند کر دیئے جائیں، اس وقت بیت المال کی حالت وظائف کی متحمل نہ تھی، سچ یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ان اصلاحات کا بنی امیہ کے زوال میں حجاج بن یوسف کی سیاسی جابرانہ پالیسی اور مستبدانہ نظام حکومت سے زیادہ دخل ہے[1] امویوں کے سیاسی دشمن مدت سے وقت کے منتظر بیٹھے تھے، ہشام بن عبدالملک (۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ) نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اصلاحات کی ناکامی کے بعد مالیات کی حالت کو اعتدال

---

[1] مصنف کا یہ فقرہ مستشرقین سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے۔ جس میں ذرا بھی صداقت نہیں ہے (برہان)

پر لانے کے لئے جو سخت گیرانہ پالیسی اختیار کی اس کی وجہ سے امویوں کے خلاف سازشیں کرنے کا اور موقع ملا۔ یہ وہ وقت تھا جب بنی امیہ کی سیاسی کمزوریوں کی وجہ سے ہشام کے سر پر تاج خلافت لرز رہا تھا!![1]

(نوٹ) یہ مضمون ڈاکٹر حسن ابراہیم ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ ڈی پروفیسر تاریخ اسلام فواد اول یونیورسٹی قاہرہ اور علی ابراہیم حسن صاحب ایم۔ اے کی ایک مشترک تصنیف "النظم الاسلامیہ" (قاہرہ ستمبر ۱۹۳۹ء) کے ایک باب کا ملخص ترجمہ ہے۔ ع۔ ص

اسلام کا اقتصادی نظام

(جدید ایڈیشن)

ہماری زبان میں پہلی بے مثل کتاب جس میں اسلام کے پیش کئے ہوئے اصول و قوانین کی روشنی میں اسکی تشریح کی گئی ہے کہ دنیا کے تمام اقتصادی اور معاشی نظاموں میں اسلام کا نظام اقتصادی ہی ایسا نظام ہے جس نے محنت و سرمایہ کا صحیح توازن قائم کر کے اعتدال کی راہ نکالی ہے۔ اسلام کی اقتصادی وسعتوں کا مکمل نقشہ سمجھنے کیلئے اس کتاب کا مطالعہ بیحد مفید ہے کتاب اس دفعہ بڑی تقطیع پر طبع کرائی گئی ہے صفحات ۳۰۶ قیمت تین روپئے مجلد ہے

پتہ:۔ مکتبہ "برہان" قرول باغ دہلی

---

[1] Reeners sur la Dominaton arabe P. 50 — 60

نیز دیکھئے تاریخ لیعقوبی ج ۲ ص ۳۰۶